بسم اللہ الرحمن الرحیم

واجب الاعادہ نوافل میں قیام کا شرعی حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے نفل شروع کرکے توڑ دیئے یا کسی بھی سبب سے نفل واجب الاعادہ ہو گئے، تو اعادہ کرنے کی صورت میں قیام کا کیا حکم ہوگا؟ کیا ان نوافل کے واجب قرار پانے کی وجہ سے قیام فرض ہوگا؟ یا بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں؟

سائل: حاجی محمد عمر عطاری (فیصل آباد)

جواب

وہ نوافل جن کو شروع کرکے توڑ دیا یا کسی بھی سبب سے واجب الاعادہ ہو گئے، انہیں بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، البتہ افضل یہ ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو کھڑے ہو کر پڑھے جائیں کہ بلا عذر بیٹھ کر نوافل پڑھنے سے ان کا ثواب آدھا رہ جاتا ہے۔

مسئلہ کی تفصیل:

(1) بلاشبہ فرض، واجب اور سنتِ فجر میں قیام فرض ہے، مگر واجب کی دو قسمیں ہیں: (1) "واجب لعینہٖ": وہ جو اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے واجب ہو، اس میں بندے کا اپنا کوئی دخل نہ ہو، جیسے نمازِ وتر اور عیدین۔ (2) "واجب لغیرہٖ": وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب نہ ہو، بندے نے خود اپنے اوپر واجب کیا ہو، جیسے منت اور طواف کے نفل اور ایسی نفل نماز جسے شروع کرکے فاسد کر دیا ہو اور اس کا اعادہ واجب ہو۔

وہ نمازیں جو واجب لعینہٖ ہیں، ان میں قیام فرض ہے، لیکن وہ نفل نماز جسے شروع کرنے کے بعد فاسد کر دیا یا کسی بھی سبب سے اس کا اعادہ واجب ہو گیا، تو اگرچہ اس کی ادائیگی واجب ہے، مگر یہ واجب لعینہٖ نہیں کہ اس میں قیام فرض ہو، بلکہ یہ واجب لغیرہٖ ہے اور ایسی نماز کے متعلق فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ یہ اپنی اصل کے اعتبار سے نفل ہی ہے، تاہم ذمہ پر لازم ہونے کے لحاظ سے واجب ہو جاتی ہے، یعنی قیام فرض نہ ہونے اور فجر و عصر کے بعد ادائیگی ممنوع ہونے وغیرہ میں نفل نماز کے حکم میں باقی رہتی ہے اور چونکہ نفل نماز میں قیام فرض نہیں، بلکہ ایک زائد وصف ہے، تو اس نماز میں بھی قیام فرض نہیں ہوگا، بلکہ اسے بیٹھ کر ادا کرنا بھی درست ہے۔

(2)اس مسئلہ کے فقہی نظائر طواف اور منت کے نوافل ہیں۔ منت کے نوافل کے متعلق فقہائے کرام نے صراحت فرمائی کہ اگر کسی نے منت مان کر اپنے اوپر نوافل واجب کر لیے، تب بھی ان میں قیام فرض نہیں، بلکہ بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے کہ فقط نوافل کے لزوم سے اس کا وصفِ زائد از خود لازم نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر کھڑے ہو کر ہی پڑھنے کی منت مانی، تو قیام بھی لازم ہوگا۔

(3)مسئلہ ما نحن فیہا کی قریب ترین صورت کی صراحت خود امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، وہ یہ کہ اگر کسی نے نفل نماز شروع کی اور دورانِ نماز بلاعذر قیام چھوڑ دیا اور بیٹھ کر پڑھنے لگا، تو یہ شرعاً کیسا ہے؟ اس کے متعلق ائمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے، صاحبین علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس نے نفل شروع کر کے واجب کر لیے اور شروع قیام کے ساتھ کیے، اس لیے اس پر قیام کے ساتھ ہی مکمل کرنا ضروری ہے، بلاعذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا، جس طرح کوئی شخص قیام کے ساتھ نفل پڑھنے کی منت مانے، تو اس پر قیام کے ساتھ ہی ادائیگی واجب ہوتی ہے، یہی حکم یہاں بھی ہوگا، جبکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شروع کرنے کے سبب نوافل کا واجب ہو جانا ضرورت کی وجہ سے ہے اور وہ یہ کہ انہیں باطل ہونے سے بچایا جائے اور یہ ضرورت قیام پر موقوف نہیں، بیٹھ کر پڑھنے سے بھی پوری ہو جاتی ہے، تو قیام کو لازم قرار دینا، بلاضرورت ہے، جب کہ اصول ہے کہ "الضرورات تتقدر بقدرها" یعنی جو کام ضرورت کی وجہ سے روا ہو، وہ ضرورت تک ہی محدود رہتا ہے۔ مفتی بہ اور اصح قول بھی یہی ہے۔

معلوم ہوا کہ جس طرح نفل شروع کرنے کے سبب اگرچہ واجب ہو چکے، پھر بھی دورانِ نماز بلاعذر بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، تو کسی سبب سے واجب الاعادہ ہونے کی صورت میں بھی بیٹھ کر ادا کیے جا سکتے ہیں، قیام کو فرض قرار دینا، بلاضرورت ہے۔

(4)واجب الاعادہ نوافل میں قیام کے فرض نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ فقہائے کرام نے ان کو فجر و عصر کے بعد پڑھنے سے منع کیا ہے، تو اگر ان کا حکم وتر اور دیگر واجب لعینہٖ نمازوں والا ہوتا، تو پھر وتر کی قضا اور سجدۂ تلاوت کی طرح ان نوافل کو بھی فجر و عصر کے بعد ادا کرنے کی اجازت ہونی چاہیے، حالانکہ فقہا نے بالتصریح اس کی ممانعت فرمائی ہے، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی پڑھے گا، تو بھی ادا نہیں ہوں گے اور دوبارہ ادا کرنے ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ واجب الاعادہ نفل نماز چونکہ واجب لغیرہ ہے، اس لیے اس میں قیام وصفِ زائد ہے، فرض نہیں۔

اشکال: علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں واجب الاعادہ نوافل میں قیام کی فرضیت کو بیان کیا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: ”ويفترض القيام وهو ركن متفق عليه في الفرائض والواجبات (قوله: "والواجبات" ظاهره شمول قضاء النفل الذي أفسده)“۔ معلوم ہوا کہ واجب الاعادہ نوافل میں بھی قیام فرض ہوگا۔

جواب: اشکال میں حاشیۃ الطحطاوی کی بیان کردہ عبارت نامکمل ہے، لہٰذا اوّلاً مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں تاکہ مفہوم بالکل واضح ہو جائے۔ عبارت یہ ہے: ”ويفترض القيام وهو ركن متفق عليه في الفرائض والواجبات (قوله: والواجبات (ظاهره شمول قضاء النفل الذي أفسده وكذا المنذور وان لم ينص على القيام فيه على احد قولين“ یعنی: فرض اور واجب نمازوں میں قیام جو کہ بالاتفاق رکن ہے، یہ فرض ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ کا قول: واجب نمازیں: اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس میں وہ نوافل بھی شامل ہیں جو

کسی وجہ سے فاسد ہو گئے اور ان کی قضا واجب ہو، یہی حکم نذر کے نوافل کا بھی ہو گا، اگرچہ نذر ماننے والے نے نذر میں قیام کی صراحت نہ کی ہو، دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق۔ (یہاں دو اقوال سے مراد یہ ہے: (1) نذر مانتے ہوئے قیام کا التزام کیا ہو یا نہ کیا ہو ، بہر صورت قیام فرض ہے۔ (2) قیام کا التزام نہیں کیا تھا تو قیام کرنے، نہ کرنے کا اختیار ہے۔

مذکورہ عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ جزماً قیام کی فرضیت کو بیان نہیں کر رہے، بلکہ محض ایک قول یا اپنی ایک رائے دے رہے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ کا مطلقاً "واجبات" کہنا واجب الاعادہ نوافل اور نذر کے نوافل کو بھی شامل ہو گا کہ ان میں بھی قیام فرض ہے، اگرچہ مصنف علیہ الرحمۃ نے صراحت نہیں کی، لیکن بظاہر حکم یہی ہونا چاہیے۔ لہٰذا یہ الفاظ جزمی حکم بیان کرنے کا فائدہ نہیں دے رہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس معاملے میں توقف اختیار کیا ہے، جس پر درج ذیل باتیں دلیل ہیں:

(۱) علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں جب اس مسئلہ پر کلام کیا، تو اس میں مطلقاً دو قول ذکر کیے کہ ایک قول میں قیام فرض ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اختیار ہے اور کسی قول کو راجح قرار نہیں دیا، چنانچہ تنویر الابصار اور در مختار کے ان الفاظ "(منها القيام في فرض) وملحق به كنذر" کے تحت لکھتے ہیں: "أطلقه فشمل النذر المطلق وهو الذي لم يعين فيه القيام ولا القعود، وهذا أحد قولين والثاني التخيير"۔ معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی کا اپنا موقف اس مسئلہ میں قیام کی فرضیت نہیں، بلکہ محض توقف ہے۔

(۲) اس پر مزید صریح دلیل یہ کہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے رد المحتار میں تنویر و در کی اسی عبارت کے تحت کلام کرتے ہوئے اولاً علامہ طحطاوی کے دو اقوال والی عبارت نقل کی، پھر فرمایا کہ اس مسئلہ میں علامہ طحطاوی اور علامہ رحمتی نے توقف کیا ہے۔ اور خود علامہ شامی نے بھی اسی پر اکتفا کیا یعنی کوئی راجح قول بیان نہیں کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "قوله: (في فرض) وملحق به كنذر): أطلقه فشمل النذر المطلق وهو الذي لم يعين فيه القيام ولا القعود، وهذا أحد قولين والثاني التخيير ط وأبدل النذر في الخزائن بالواجب، ويدخل فيه قضاء ما أفسده من النوافل فهل يفترض فيه القيام لوجوبه أم لا إلحاقا له بأصله؟ توقف فيه ط والرحمتي"۔ معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی کا اپنا موقف قیام کی فرضیت نہیں، ورنہ علامہ شامی ان کی طرف توقف کی نسبت نہ کرتے۔

(۳) اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے جزماً قیام کی فرضیت کا حکم بیان کیا ہے، تو جواب یہ ہے کہ یہ ان کی ایک بحث یا قول ضعیف کو اختیار کرنا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے واجب الاعادہ اور نذر کے نوافل کا ایک ہی حکم بیان کیا کہ ان دونوں میں قیام فرض ہے۔ جبکہ اس کے برخلاف فقہائے کرام نے بالتصریح فرمایا کہ صحیح اور راجح قول یہ ہے جب تک قیام کی شرط کے ساتھ نذر نہ مانی جائے، نذر کے نوافل میں قیام لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ "محیط رضوی" اور "غنیۃ المتملی" کے جزئیات فتویٰ میں مذکور ہیں۔ اور یہی ہمارا مفتی بہ قول بھی ہے۔ تو حاصل یہ کہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ عبارت میں توقف کیا ہے اور راجح و مفتی بہ قول وہی ہے جو متعدد دلائل و وجوہ کے ذریعے فتویٰ میں بیان کر دیا گیا۔ یا یہ ان کی ایک بحث یا قول ضعیف کو اختیار کرنا ہے۔

بالترتیب جزئیات ملاحظہ کیجیے:

واجب کی اقسام اور واجب الاعادہ نوافل کے واجب لغیرہ ہونے کے متعلق تبیین الحقائق میں ہے: ”كل ما كان واجبا لغيره كالمنذور وركعتي الطواف والذي شرع فيه، ثم أفسده ملحق بالنفل حتى لا يصليها في هذين الوقتين، لان وجوبها بسبب من جهة فلا يخرج من ان يكون نفلاً في حق الوقت أو لأن وجوبها لغيرها وهو صيانة المؤدى عن البطلان وختم الطواف و إيفاء النذر فلا يكون كالواجب لعينه في القوة“ ترجمہ: ہر واجب لغیرہ، جیسے منت اور طواف کی رکعات اور وہ نفل جسے شروع کر کے فاسد کردیا، یہ نفل سے ملحق ہے، حتی کہ اسے ان دو اوقات (بعد طلوعِ فجر و نماز عصر) میں نہیں پڑھیں گے، کیونکہ ان نوافل کا وجوب کسی عارض کے سبب ہے، لہٰذا یہ وقت کے حق میں نفل ہونے سے نہیں نکلیں گے یا اس لیے کہ ان کا وجوب غیر کی وجہ سے ہے اور وہ ادا کی گئی عبادت کو باطل ہونے سے بچانا، طواف کو مکمل کرنا اور منت کو پورا کرنا ہے، تو یہ قوت میں واجبِ لعینہ کی مثل نہیں ہوں گے۔ (تبیین الحقائق، جلد 1، صفحہ 87، مطبوعہ ملتان)

در مختار میں ہے: ”(وكره نفل) قصداً ولو تحية المسجد (وكل ما كان واجباً لغيره) وهو ما يتوقف وجوبه على فعله (كمنذور وركعتي طواف وسجدتي سهو والذي شرع فيه ثم افسدو) لو سنة الفجر (بعد صلاة فجر وعصر، لا) يكره (قضاء فائتة و) لو وتراً او (سجدة تلاوة وصلاة جنازة، وكذا) الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لا فرض وواجب لعينه (بعد طلوع فجر سوى سنته)“ ترجمہ: فجر و عصر کے بعد قصداً نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگرچہ تحیۃ المسجد ہو، یونہی ہر واجب لغیرہ کہ جس کا وجوب بندے کے فعل پر موقوف ہو، جیسے منت، طواف کی رکعات، سجدہ سہو اور ایسی نفل نماز جسے شروع کر کے فاسد کردیا ہو، اگرچہ سنت فجر ہو، لیکن طلوعِ فجر کے بعد سنت فجر اور فوت شدہ نمازوں کی قضا مکروہ نہیں، اگرچہ وتر ہو یا سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ اور کراہت کا یہ حکم نوافل اور واجب لغیرہ میں ہے، نہ کہ فرض اور واجب لعینہ میں۔

مذکورہ عبارت کے تحت رد المحتار میں ہے: ”(وكل ما كان واجباً) اى: ما كان ملحقاً بالنفل، بان ثبت وجوبه بعارض بعد ما كان نفلاً... مثلاً المنذور يتوقف على النذر وركعتا الطواف على الطواف وسجدتا السهو على ترك الواجب الذى هو من جهته“ ترجمہ: ہر واجب لغیرہ نماز جو ملحق بالنفل ہوتی ہے، اس طرح کہ در حقیقت وہ نماز نفل تھی، لیکن عارض کی بنا پر اس کا وجوب ثابت ہو گیا، مثلاً منت کے نوافل جو منت ماننے پر، طواف کے نوافل طواف کرنے پر اور سجدہ سہو انسان کی طرف سے واجب ترک کرنے پر موقوف ہوتا ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 44، مطبوعہ کوئٹہ)

یہی مفہوم حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں بھی مذکور ہے۔ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 188، مطبوعہ بیروت)

اور واجب لغیرہ نوافل اپنی اصل کے اعتبار سے نفل ہی ہیں، فقط ذمہ پر لازم ہونے کے اعتبار سے واجب ہوتے ہیں، لہٰذا ان نوافل پر چند چیزوں کے علاوہ بقیہ احکام نفل والے ہی لاگو ہوں گے، چنانچہ واجب لغیرہ کی ایک صورت نذر کے نوافل کے متعلق رد المحتار میں ہے: ”أنه نفل عرض عليه الافتراض أو الوجوب، افاده ط“ ترجمہ: منت کی نماز در حقیقت نفل نماز ہی ہے، فرض یا واجب کا حکم منت ماننے کی وجہ سے اس پر طاری ہوا ہے، اس کا افادہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 552، مطبوعہ کوئٹہ)

اور نوافل میں قیام فرض نہیں ہوتا، چنانچہ ہدایہ میں ہے: "ویصلي النافلة قاعدا مع القدرة علی القیام... وان افتتحها قائماً ثم قعد من غیر عذر جاز عند ابی حنیفة رحمہ اللہ وھذا استحسان" ترجمہ: اور قیام پر قدرت کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے، اگر کسی نے کھڑے ہو کر نفل شروع کیے، پھر بغیر کسی عذر کے بیٹھ گیا، تو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز ہے اور یہی استحسان ہے۔ (الھدایۃ، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 156، مطبوعہ لاھور)

واجب الاعادہ نوافل کی نظیر منت کے نفل ہیں اور منت کے نوافل کے متعلق بالتصریح حکم ہے کہ ان میں قیام وصفِ زائد ہے، فرض نہیں، چنانچہ محیط رضوی میں ہے: "لو نذر ان یصلی مطلقاً لم یلزمہ القیام وھو الصحیح، لان القیام زیادۃ صفۃ فی التطوع فلا یلتزم الا بالشرط" ترجمہ: اگر کسی نے مطلق نماز کی منت مانی، تو اس پر قیام لازم نہیں ہوگا، یہی قول صحیح ہے، کیونکہ قیام نفل نماز میں ایک زائد وصف ہے، لہٰذا بغیر مشروط کیے لازم نہیں ہوگا۔ (المحیط الرضوی، کتاب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 271، مطبوعہ بیروت)

غنیۃ المستملی میں ہے: "اذا نذر ولم یلتزم فی نذرہ صفۃ القیام وقال فی الکافی: لم یلزمہ القیام فی الصحیح، لان القیام وراء ما یتم بہ التطوع، فلا یلزمہ الا بالتنصیص علیہ" ترجمہ: جب کسی شخص نے نماز کی منت مانی اور اس میں قیام کو ذکر نہیں کیا، تو کافی میں ہے کہ صحیح قول کے مطابق قیام لازم نہیں ہوگا، کیونکہ نفل نماز کی تکمیل میں جو چیزیں لازم ہیں، ان میں قیام ایک اضافی چیز ہے اور یہ نفل میں تب ہی لازم ہوگا جب اس کی صراحت مذکور ہو۔ (غنیۃ المستملی، فصل فی النوافل، صفحہ 396، مطبوعہ کوئٹہ)

کھڑے ہو کر نفل شروع کیے تو درمیانِ نماز بیٹھ سکتا ہے، کیونکہ ان میں قیام ضروری نہیں، چنانچہ حلبی کبیر میں ہے: "اما القعود بغیر عذر بعد الافتتاح قائما فیجوز عند ابی حنیفة لکن مع الکراھة علی ما اختارہ صاحب الھدایة **وبلا کراھة علی ما اختارہ فخر الاسلام وھو الاصح**... واما عندھما فلا یجوز اتمامھا مع القعود بلا عذر بعد الافتتاح قائما اصلا لان الشروع معتبر بالنذر ومن نذر صلوۃ رکعتین قائما لا یجوز لہ ان یصلیھما قاعدا من غیر عذر فکذا اذا شرع فیھما ولابی حنیفة علیہ الرحمة ان اللزوم بالشروع لضرورۃ صیانة المؤدی عن البطلان وصیانتہ عنہ لیست موقوفة علی القیام لصحتہ بدونہ والضرورۃ تتقدر بقدرھا"

ترجمہ: بہر حال کھڑے ہو کر نماز شروع کرنے کے بعد بلا عذر بیٹھ جانا، تو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز ہے، صاحبِ ہدایہ کے مختار قول کے مطابق کراہت کے ساتھ حکمِ جواز ہے، لیکن فخر الاسلام علیہ الرحمۃ کے مختار قول کے مطابق بلا کراہت جائز ہے اور یہی اصح قول ہے۔ اور صاحبین علیہما الرحمۃ کے نزدیک جب کھڑے ہو کر شروع کر لیے، تو بلا عذر بیٹھ کر نوافل مکمل کرنا، بالکل جائز نہیں، کیونکہ قیام کے ساتھ شروع کر لینا، اسے نذر کی طرح کر دیتا ہے اور نذر کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب کوئی کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کی منت مانے، تو بلا عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا، تو یہاں بھی یہی حکم ہوگا اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ شروع کرنے کے سبب لازم ہونا باطل ہونے سے بچانے کی ضرورت کے پیشِ نظر ہے اور یہ بچانا قیام پر موقوف نہیں، کیونکہ قیام کے بغیر بھی نفل صحیح ہو جاتے ہیں، جب کہ ضرورت اپنی حد تک محدود ہوتی ہے۔ (حلبی کبیر، جلد 2، صفحہ 90، مطبوعہ ھند)

اسی کو مجمع الانہر میں بھی بیان کیا ہے۔ (مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، جلد 1، صفحہ 201، مطبوعہ بیروت)

واجب الاعادہ نوافل کو فجر و عصر کے بعد ادا نہیں کر سکتے، جب کہ وتر و دیگر واجب لعینہ نمازیں پڑھ سکتے ہیں، چنانچہ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے: ”ویکرہ التنفل بعد طلوع الفجر ای قصدا... ومثل النافلۃ فی ھذا الحکم ما وجب بایجاب العبد ویقال لہ الواجب لغیرہ کالمنذور ورکعتی الطواف وقضاء نفل افسدہ، اما الواجب لعینہ وھو ما کان بایجاب اللہ تعالی ولا مدخل للعبد فیہ... کقضاء حق المیت فی صلاۃ الجنازۃ فلا کراھۃ فیہ“ ترجمہ: طلوعِ فجر کے بعد قصداً نوافل شروع کرنا مکروہ ہے اور اس حکم میں وہ واجب بھی نفل کی مثل ہے جو بندے کے خود پر واجب کرنے سے واجب ہوا ہو، اسے واجب لغیرہ کہتے ہیں، جیسے منت، طواف کی دو رکعات اور نفل کی قضا، جسے فاسد کر دیا تھا، بہر حال واجب لعینہ، تو وہ جسے اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہو، اس میں بندے کا دخل نہ ہو، اس کی ادائیگی میں کوئی کراہت نہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 188، مطبوعہ بیروت)

اگر ان نوافل کو فجر و عصر کے بعد پڑھ لیا، تو ادا نہیں ہوں گے، جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: ”نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو ناکافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔“ (بہارِ شریعت، ج 01، ص 456، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا رہ جاتا ہے، چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاۃ الرجل قاعدا، فقال: إن صلی قائما فھو أفضل ومن صلی قاعدا، فلہ نصف أجر القائم“ ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے آدمی کے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے اور جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اسے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بنسبت آدھا ثواب ملے گا۔ (صحیح البخاری، ابواب تقصیر الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 150، مطبوعہ کراچی)

نور الایضاح میں ہے: ”یجوز النفل قاعدا مع القدرۃ علی القیام لکن لہ نصف أجر القائم إلا من عذر“ ترجمہ: قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نوافل ادا کرنا، جائز ہے، لیکن بیٹھ کر نوافل ادا کرنے والے کو، کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے والے کی بنسبت آدھا ثواب ملے گا، مگر کوئی عذر ہو (تو بیٹھ کر بھی نوافل ادا کرنے میں مکمل ثواب ملے گا)۔ (نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی الصلاۃ جالسا الخ، ص 81، المکتبۃ العصریۃ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو الفیضان مولانا عرفان احمد عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10009

تاریخ اجراء: 06 ذو الحجۃ الحرام 1447ھ/23 مئی 2026ء